تبصرہ کتب

مفتی عظمت اللہ بنوی ومفتی نعمت اللہ حقانی

نوٹ:۔تبصرہ کے لئے کتاب کے دونسخے آنا ضروری ہے

نام کتاب: تذکار محمود(مقالات مفتی محمودؒ سمپوزیم بنوں)

ترتیب وتقدیم: محمد فاروق قریشی۔ضخامت:۳۲۵صفحات قیمت=/200

ناشر: مفتی محمود اکیڈمی پاکستان کراچی۔

حق تعالیٰ شانہ اپنے بعض اور نیک بندوں کی محبت اپنے نیک خصلت بندوں کے ہاں ایسی عام کردیتا ہے جو دوسروں کے لئے اصول راہ بن جاتی ہے۔زمانہ قریب میں قافلہ کے آخری سالار محمود الملک والدین حضرت مولانا مفتی محمودؒ صاحب ان برگزیدہ ہستیوں میں سے تھے۔جن کی محبت کے لئے عام وخاص کے قلوب دیدۂ فرش کی طرح بچھائے گئے تھے۔اسی محبت وعقیدت کے تحت مفتی محمود سمپوزیم بنوں ۱۹۹۶ء میں بڑے اعلیٰ پیمانے پر معرض وجود میں آیا۔جس کا اہتمام رئیس الجامعہ مولانا سید نصیب علی شاہ الہاشمی کی نگرانی میں کمیٹی باغ بنوں شہر میں کیا گیا تھا۔جناب ڈاکٹر محمد نواز اور مولانا قاری محمد عبداللہ کے جدوجہد سے پایۂ تکمیل ہوا اور جناب مولانا فضل الرحمٰن نے اس کی صدارت کی۔جس میں جید علماء کرام،قومی زعماء اور اہل قلم نے شرکت کی جنہوں نے مفتی محمودؒ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر وقیع اور تحقیقی،تاریخی مقالات پیش کئے،زیر نظر کتاب ان کل تیرہ/13 مقالات کا مجموعہ ہے۔

جن میں شیخ الحدیث ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوی ٹاؤن نے ''مشاہدات وتاثرات'' کے عنوان سے اپنے احساسات کو قلم بند کیا ہے،موصوف حضرت مفتی صاحب کے رفیق سفر وحضر رہا اور ان کو بہت قریب سے دیکھا حضرت مولانا نور محمد صاحب جو دارالعلوم وزیرستان (وانا) کے مہتمم ہیں۔موصوف جامعۃ قاسم العلوم ملتان میں زیر تعلیم اور حضرت مفتی صاحب کے شاگرد خاص رہے۔

انہوں نے اپنے مربی اور مشفق استاد سے متعلق واقعات کو''مفتی محمود کی یادیں کے عنوان سے پیش کیا ہے،جامعہ قاسم العلوم ملتان کے فاضل مولانا منظور احمد صاحب نے''مفتی محمود کی جامع علمی شخصیت'' کے عنوان سے انتہائی جامع مضمون تحریر کیا ہے جو تقریباً ۲۸ صفحات پر مشتمل ہے،مولانا زاہدی الراشدی صاحب جو علم وتحقیق اور سیاسی،دینی حلقوں کا معتبر نام ہے۔حضرت مفتی صاحب کے حیات میں محترم زاہدی صاحب جمعیت کے مرکزی ناظم نشر واشاعت کے ذمہ داریاں بحسن وخوبی انجام دیتے رہے،موصوف شاہ سوار علم ہی نہیں قلم کے بھی دھنی ہیں،جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں،حق ادا کرتے ہیں آجکل ماہنامہ ''الشریعہ'' گوجرانوالہ ان کی قلمی کاوشوں کا منہ بولتا ثبوت ہے،مولانا موصوف نے حضرت مفتی صاحبؒ کی شخصیت بحثیت ایک قائد کا جائزہ پیش کیا ہے،ڈیرہ اسماعیل خان کے جناب ابومعاویہ خواجہ محمد زاہد صاحب حضرت مفتی صاحب کے ''سیاسی جدوجہد پر ایک نظر'' کے عنوان سے اپنی یادداشتوں کو محفوظ کیا ہے،

جو قارئین کے لئے معلومات کا خزانہ ہے حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب نے مفتی محمود سمپوزیم کے لئے ''سرحد کے عالم دین وزیر اعلیٰ'' کے عنوان سے مقالہ لکھا ہے۔ جو شامل کتاب ہے، جامعہ قاسم العلوم کے محترم مفتی مسعود تحسین صاحب کا مضمون بہ عنوان ''مفتی صاحب کے اقتصادی نظریات'' بھی شامل اشاعت ہے انہوں نے حضرت مفتی صاحب کے اقتصادی افکار ونظریات کے بارے میں ایک عمدہ اور لائق تحسین کوشش کی ہے، بنوں کے سید ظہر الدین ایڈوکیٹ نے حضرت مفتی صاحب کے پارلیمانی کردار کا احاطہ کیا جبکہ کراچی کے مولانا لطافت الرحمٰن نے حضرت مفتی صاحب کا عربی زبان پر عبور اوران کی ادیبانہ حیثیت کو موضوع بنایا ہے۔

مفتی محمود صاحب کو عربی و فارسی، تاریخ ادبیات پر گہری نظر تھی، جب کہ اردو، پنجابی، وسرائیکی میں مشاق تھے، اور پشتو تو ان کی مادری زبان تھی گویا تاجدار اقلم ہفت زبان تھے۔ عربی و فارسی میں تو نثر ونظم دونوں موصوف میں رواں تھے۔ جبکہ اردو میں ایک عرصہ دراز تک ہفت روز خدام الدین کی ادارت کا فریضہ انجام دیا ہے۔

ان حقائق کی بنیاد پر رفیق محترم مولانا سخی داد بے نواخوستی صاحب جن کا تعلق ژوب بلوچستان سے ہے، نے بہت خوب صورت مقالہ تحریر کیا ہے، جو یقیناً آپ کی تفریح کا باعث ہوگا، جامعہ قاسم العلوم ملتان کے محترم مولانا محمد اکبر صاحب اور اکوڑ خٹک کے حافظ فاروق احمد صاحب نے حضرت مفتی صاحب کے سیاسی کردار اور قیادت کے پیش نظر اپنی معلومات سپرد قلم کی ہیں۔

جبکہ کتاب کا آخری مقالہ مرتب، محمد فاروق قریشی صاحب کی کاوش فکر ہے، جس میں حضرت مفتی صاحب کی ان گراں قدر خدمات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے، جو انہوں نے ملی یک جہتی اور قومی اتحاد کے لئے سرانجام دیں تھیں۔ کتاب میں شامل تیرہ مقالات ایک سے بڑھ کر ہیں اور ہر قلم کار نے اپنے انداز نظر کے مطابق اپنے ممدوح کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔

دراصل مولانا مفتی محمودؒ ایک ہمہ جہت اور گوناگوں خصوصیات کی حامل شخصیت تھے، ہر شخص نے ان کو اپنے مزاج ومذاق کے مطابق دیکھا اور سمجھا اور اسی نسبت سے ان کے بارے میں تاثر قائم کیا ایک محل تھا مگر انداز نظر کے فتنے ایک کو رنگ چڑھا ایک کو رأس آئی شمیم کسی کو ان کی فقاہت نے متاثر کیا تو کوئی ان کے مہارت علم وفن کا اسیر ہوگیا، ایک ان کی سیاسی بصیرت کا گرویدہ ہے، تو دوسرا ان کی خطابت کے سحر میں شوریدہ، کوئی ان کی قیادت کا گرفتہ ہے تو کوئی ان کی ہفت زبانی پر وارفتہ، کوئی ان کے انداز تکلم پر جان دیتا ہے تو کوئی ان کی عظمت وکردار پر نثار ہونا چاہتا ہے۔

ایک ان کی تدریس کی جان سمجھتا ہے تو دوسرا قومی قیادت کی شان، گویا ایک شمع کے گرد بے شمار پروانوں کا ہلہ ہے جو ابھی تک ناتمام ہے اور ہر شخص ان کا تذکرہ اپنے انداز میں کرتا ہے۔

اور دوسرے سے بھی ان کے بارے میں سننا چاہتا ہے کہ اپنے محبوب کا تذکرہ دوسروں کی زبانی بھی اپنے دل کی ہی حکایتیں لگتی ہیں۔

ویسے بھی تذکار محمود تو اسم بامسمیٰ ہے لیجئے اور مشام جان کیجئے، بے شک یہ کتاب حضرت مفتی صاحب کے حلقہ احباب کے لئے بے حد مفید اور نافع ہے۔ اللہ کریم مرتب موصوف کے ان مساعی کو مشرف قبولیت عطا فرما دیں امین۔